حصہ غزل

۱ فقیرانہ آئے صدا کر چلے

اس غزل کی تدریس کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نظم / نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر متعلقہ سوالوں (براہ راست، بالواسطہ، کثیر البحث) کے جوابات دے سکیں۔ مصنف شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- غزل کی شاعری میں مطلع اور مقطع کی شناخت کر سکیں اور ان کا فرق سمجھ سکیں۔
- عبارت کو درست تلفظ، لب و لہجہ، اتار چڑھاؤ اور ضرورت کے مطابق تاثر کے ساتھ پڑھ سکیں۔
- مختلف سامعین اور مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی بھی موضوع پر اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۲۵۰ الفاظ پر مبنی تقریر لکھ سکیں۔
- اصناف نظم کے محاسن (علم بدیع: تلمیح، صنعت تکرار، صنعت تضاد)، (علم بیان: کنایہ، مجاز مرسل) کو شناخت کر سکیں۔
- مختلف تحریری سرگرمیوں میں الفاظ کے درست املا کا خیال رکھتے ہوئے تحریری کام پر نظر ثانی ارادارت (پروف ریڈنگ) کر سکیں،

پڑھیں

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اِس عہد کو اب وفا کر چلے

شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

نہ دیکھا غمِ دوستاں شکر ہے
ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

(کلّیاتِ میر تقی میرؔ)

میر تقی میرؔ (۱۷۲۳ء۔۱۸۱۰ء)

میر تقی میر کا اصل نام "محمد تقی" اور "میرؔ" تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام محمد علی متقی ہے جو اپنے نام کی طرح اپنے عہد کے صاحبِ کرامت بزرگ مانے جاتے تھے۔ آپ کے اجداد حجاز مقدس سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے، حیدر آباد، احمد آباد اور پھر آگرہ میں قیام کیا۔ میر کی پیدائش آگرہ ہی میں ہوئی۔ بچپن میں ہی آپ والد کے سائے سے محروم ہو گئے۔ چچا نے آپ کی پرورش کا ذمہ لیا مگر جلد ہی ان کا انتقال بھی ہو گیا۔

سوتیلے بھائیوں کی بے مروتی اور بد سلوکی، فکر معاش اور حالات کی ابتری نے آپ کو بے حد متاثر کیا۔ آخر کار آپ نے دلی میں خراب حالات کے پیش نظر لکھنو کا رخ کیا اور اپنی وفات ۱۸۱۰ء تک لکھنؤ میں مقیم رہے۔ میرؔ نے ایک بھرپور اور ہنگامہ خیز زندگی بسر کی۔ حادثاتِ زمانہ نے آپ کو حساس مزاج بنا دیا۔ میرؔ نے اردو کے چھے دیوان مرتب کیے جن میں غزلوں کے علاوہ قصائد، رباعیات، مثنویاں اور واسوخت نمایاں ہیں۔ نثر میں "نکات الشعراء، ذکر میر اور فیض میر" قابل ذکر تخلیقات ہیں۔ ایک دیوان فارسی کا بھی یادگار چھوڑا ہے۔ میرؔ نے تقریباً عام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے تاہم آپ کی وجہ شہرت غزل ہے۔ آپ کو "خدائے سخن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری لفظ و معنی کی ایسی جادو گری ہے جس نے قاری کو اپنے سحر میں گرفتار کیا۔ زمانے کے مزاج کی تبدیلی کے باوجود آپ کی شاعرانہ عظمت میں فرق نہ آیا۔ ہر دور میں آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نا صرف ہم عصر شعرا بلکہ متاخرین نے بھی کیا ہے۔ بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے آپ کو "سرتاج شعرائے اُردو" قرار دیا ہے۔ اسلوب بیان میں سادگی، سلاست، بے تکلفی، ترنم اور سہل ممتنع ہے۔ درد و غم کا بھی ترجمانی آپ کے کلام کی انفرادی خصوصیت ہے۔ دنیا کے بے ثباتی، درویشی، قناعت اور دیگر صوفیانہ موضوعات کو میرؔ نے خوب صورتی سے شاعری کا حصہ بنایا ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل اشعار کو فہم کے ساتھ پڑھ کر دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اِس عہد کو اب وفا کر چلے

سوالات:

الف۔ شاعر نے ''فقیرانہ آئے'' سے کیا مراد لیا ہے؟ ب۔ میرؔ نے کس عہد کو وفا کرنے کا ذکر کیا ہے؟

۲۔ اپنے درجے کے مطابق موزوں الفاظ و تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے ''میر تقی میر کے عہد کے معاشی اور معاشرتی حالات'' پر گفتگو کریں۔

۳۔ مندرجہ ذیل عبارت کو درست تلفظ اور لب و لہجے سے پڑھیے۔

''میر صاحب کے اشعار میں جو نشتریت، جو شیلاپن، سوز و گداز اور بات کرنے کا جو سلیقہ ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میرؔ کے بہتر نشتر مشہور ہیں۔ فلسفے اور تصوف کا اثر ان کے یہاں کم کم ہے مگر عشق حقیقی و مجازی کے اثرات سے ان کا سارا کلام پُر ہے۔ ان کے کلام میں ایسا ترنم اور ایسی اثر آفرینی ہے جو بعض وقت طلسم اور سحر کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ زبان شستہ و رفتہ، کلام صاف، مضمون دل پسند، طرز ادا بے ساختہ اور ہلکے ہلکے نشتروں سے بھرپور ہے یہ میرؔ کے کلام کی خصوصیت ہے۔ ان کے کلام میں جو حزن و ملال اور ایک یاس انگیز کیفیت ہے اس پر اہل نظر سر دھنتے ہیں۔

(بہ حوالہ نقوشِ ادب، مہ لقا اعجاز)

۴۔ مندرجہ بالا پیراگراف غور سے پڑھیے اور میر تقی میر کے کلام کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جواب دیں۔

ا۔ میرؔ کے کلام کی نمایاں خصوصیات کون سی ہیں؟ کوئی سی دو لکھیے۔

۲۔ میرؔ کے کلام پر اہلِ نظر کے سر دھننے کی کیا وجہ ہے؟

۳۔ میرؔ کے بہتر نشتر مشہور ہیں؟ اس جملے کی وضاحت کریں۔

۵۔ میرؔ کے مندرجہ ذیل شعر پر نظر ثانی / پروف ریڈنگ کرتے ہوئے املا کی درستی کریں اور شعر دوبارہ لکھیے۔

کہا میں نے قتنا ہے گل کا سبات

قلی نے یہ سن کر تبسم کیا

۶۔ اصناف نظم کے محاسن کی شناخت

i۔ (غزل، مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف)

غزل عربی زبان کا لفظ ہے غزل کے معنی ہیں عشق و محبت کی باتیں کرنا یا عورتوں سے باتیں کرنا۔ شکاری کتوں کے نرغے میں آکر انتہائی بے بسی کی حالت میں ہرن کے منہ سے جو چیخ نکلتی ہے، اسے بھی غزل کہتے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں غزل سے مراد شاعری کی وہ قسم ہے جس میں عشق و محبت، ہجر و وصال کا احوال اور محبوب کے حسن کی باتیں ہوں۔ غزل کے اشعار کی تعداد ہمیشہ طاق ہوتی ہے جس کی کم سے کم تعداد پانچ اور بعض ناقدین کے نزدیک زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

غزل کا ہر شعر ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے جو معنی و مضمون کے لحاظ سے دوسرے شعر کا محتاج نہیں ہوتا۔ غزل کا پہلا شعر **مطلع** کہلاتا ہے بشرطیکہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں۔ بصورتِ دیگر اُسے غزل کا پہلا شعر تو کہا جائے گا، مگر مطلع نہیں کہلائے گا۔ غزل کے آخری شعر کو **مقطع** کہتے ہیں بشرطیکہ اس میں شاعر نے اپنا تخلص استعمال کیا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ غزل کا آخری شعر تو کہلائے گا مقطع نہیں۔ ہم آواز الفاظ کو **قافیہ** جب کہ قافیے کے بعد دہرائے جانے والے الفاظ کو **ردیف** کہا جاتا ہے۔ ایسی غزل جس میں ردیف استعمال نہ ہو اسے غیر مردف غزل کہتے ہیں۔

❖ میر تقی میرؔ کی غزل میں مطلع، مقطع کی نشان دہی کرتے ہوئے ان میں موجود قافیہ اور ردیف لکھیں۔

ii۔ علم بدیع (صنائع معنوی اور لفظی)

بدیع کے معنی ہیں انوکھا، نوایجاد شے، اور تنی ہوئی رسی۔ اصطلاح کے طور پر بدیع سے مراد وہ علم ہے جس سے کلام کو اور زیادہ اثر آفریں اور دلکش بنایا جاسکے۔ علمِ بدیع کو علمِ معنی بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شاعری میں معنی آفرینی، لطافت اور تخلیقی رفعت پیدا کرنے کے لیے جو پیرایۂ اظہار اختیار کیا جاتا ہے اسے صَنعت کہتے ہیں۔ صنائع کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ صنائع معنوی اور صنائع لفظی۔ صنائع معنوی سے کلام میں معانی اور صنائع لفظی سے کلام کے لفظوں میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے۔

(الف) صنعت تلمیح

تلمیح ایک معنوی صَنعت ہے جس میں کسی مشہور تاریخی واقعے قصے یا مسئلے کی طرف شعر میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے مختصر الفاظ میں اشارہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی
کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

(ب) صنعتِ تکرار:

کلام میں ایک لفظ یا الفاظ کو تکرار کے ساتھ یا بار بار استعمال کرنا۔ مثلاً:

روتے روتے کون سویا خاک پر
ہنستے ہنستے کس کا جھولا رہ گیا

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

(ج) صنعتِ تضاد:

تضاد عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں ایک شے کا کسی دوسری شے کی ضد ہونا۔ علمِ بدیع کی اصطلاح میں جب شاعر اپنے کلام میں دو ایسے الفاظ لائے جو ایک دوسرے کی ضد ہوں تو اسے صنعتِ تضاد کہا جائے گا۔ نظم ''سنیما اور فلم'' میں صنعتِ تضاد کی کئی مثالیں موجود ہیں جیسے

محبت میں خیال خودکشی پیہم ضروری ہے
کہ مرنا سخت لازم اور جینا کم ضروری ہے

اس شعر میں ''مرنا'' اور ''جینا'' دو لفظ ایسے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس طرح اس شعر میں صنعتِ تضاد استعمال ہوئی ہے۔ آپ اس نظم کے چند اور اشعار میں ''صنعتِ تضاد'' کی نشاندہی کریں۔

❖ صنعتِ تلمیح، تکرار اور تضاد کی ایک ایک مثال دے کر وضاحت کریں۔

iii۔ کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی، پوشیدہ یا مبہم بات کے ہیں۔ جب کوئی لفظ حقیقی کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس سے حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکیں۔ مثلاً: بال سفید ہو گئے مگر عادتیں نہ بدلیں۔ یہاں بال سفید ہونا سے مراد عمر کا زیادہ ہونا ہے۔

اُسے کالے نے کاٹا سے مراد سانپ نے کاٹا۔

iv۔ مجازِ مرسل:

اگر کسی لفظ کو حقیقی کی بجائے مجازی (غیر حقیقی) معنوں میں استعمال کیا جائے اور دونوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو اُسے مجازِ مرسل کہتے ہیں۔

مجازِ مرسل کے استعمال کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

i. جزو کہہ کر کل مراد لینا۔ مثلاً: انسان کی زندگی چار دن کی ہے۔

ii. کُل کہہ کر جُزو مراد لینا۔ مثلاً: احمد لاہور میں رہتا ہے۔

iii. ظرف کہہ کر مظروف مراد لینا۔ مثلاً: اکرم نے بوتل پی۔

iv. مظروف کہہ کر ظرف مراد لینا۔ مثلاً: چائے چولہے پر رکھی ہے۔

❖ ایک ایک مثال دے کر کنایہ اور مجازِ مرسل کی وضاحت کریں۔

سرگرمی

ا۔ طلبہ کے چار گروپ بنائیں اور ''جمہوری رویے'' کے موضوع پر ۲۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر اشعار اور حوالوں کے ساتھ لکھیں اور باری باری دیگر طلبہ کے سامنے پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- غزل خوانی سے قبل اُردو غزل کے مفہوم اور روایت کی وضاحت کریں۔ میر تقی میرؔ کے ادبی مقام کی وضاحت کرتے ہوئے یہ شعر سنائیں

  ریختے کے تمھیں استاد نہیں ہو غالبؔ
  کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا
- میرؔ کی غزل گوئی اور فنی محاسن کی بھی وضاحت کریں۔